سیرتِ رسول ﷺ پر مستشرقین کے اعتراضات اور ان کارد (ضیاء النبی کا اختصاصی مطالعہ)

Objections of The Orientalists on The Biography of Prophet Muhammad (S.A.W) and their Answer (A Specific Study of "Dhia Al-Nabi")

Khadija Begum
BS Scholar DIS, Mohi-Ud-Din Islamic University Nerian Sharif AJK
Email: muhammadfiazuddin1@gmail. com
Muhammad Fiaz Ud Din
M Phil Scholar, Mohi Ud Din Islamic University Narian Sharif AJK
Email: muhammadfiazuddin1@gmail. com
Ataullah
PhD Scholar Department of Islamic Studies,
Qurtuba University of Science & IT Peshawar
Email: ataullahyousafzai155@gmail.com

Abstract
From the very inception of Islam, while there were individuals who made sacrifices to embrace and propagate the religion, attempts to obliterate it were also evident, persisting in various forms to this day. Alongside Muslim scholars, Western researchers, referred to as Orientalists, have also studied Islamic sciences. Some pursued research with purely academic objectives, while others harbored ulterior motives. Orientalists critiqued the Qur'an, Hadith, the life of the Prophet ﷺ, Islamic beliefs, and civilization, often targeting the Islamic system. Their primary focus was the personality of the Prophet Muhammad ﷺ. Muslim biographers have critically analyzed the objections raised by Orientalists and provided reasoned responses. Among these scholars, Pir Muhammad Karam Shah Al-Azhari stands out, as he comprehensively addressed Orientalist objections in the sixth and seventh volumes of his work Zia-un-Nabi.
This paper aims to examine the objections of Orientalists considering Zia-un-Nabi and understand the nature of the responses provided. Through an analytical research methodology, the study will identify the ways in which Orientalists criticized the life of the Prophet ﷺ and how the author of Zia-un-Nabi countered those critiques. Based on the findings of this research, recommendations will be formulated, which will prove beneficial for the study of Orientalism.
Keywords: Biography of the Prophet ﷺ, Orientalists, Objections, Rebuttal, Zia-un-Nabi, Focused Study

اسلام کے آغاز سے ہی جہاں اس دین کو قبول کرنے اور اس کی اشاعت کے لیے قربانیاں دینے والے موجود تھے، وہیں اسلام کو مٹانے کی کوششیں بھی جاری تھیں جو آج تک مختلف صورتوں میں نظر آتی ہیں۔ مسلم محققین کے ساتھ ساتھ مغربی محققین، جنہیں مستشرقین کہا جاتا ہے، نے بھی اسلامی علوم پر تحقیق کی، جن میں بعض نے خالص تحقیقی مقاصد کے تحت اور بعض نے مذموم مقاصد کے لیے کام کیا۔ مستشرقین نے قرآن، حدیث، سیرت النبی ﷺ، اسلامی عقائد اور تہذیب پر تنقید کی اور اسلامی نظام کو ہدف بنایا۔ ان کا خاص ہدف ذاتِ رسول ﷺ تھی۔ مسلم سیرت نگاروں نے مستشرقین کے اعتراضات کا تنقیدی جائزہ لے کر مدلل جوابات دیے۔ ان میں پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ کا نام نمایاں ہے، جنھوں نے اپنی کتاب "ضیاء النبی" کی چھٹی اور ساتویں جلد میں مستشرقین کے اعتراضات کا جامع رد کیا۔ اس مقالے کا مقصد "ضیاء النبی" کی روشنی میں مستشرقین کے اعتراضات کا جائزہ لینا اور ان کے جوابات کی نوعیت کو سمجھنا ہے۔ تجزیاتی طریقہ تحقیق کے ذریعے معلوم کیا جائے گا کہ مستشرقین نے سیرت النبی ﷺ پر کس کس انداز میں اعتراضات کیے اور صاحبِ "ضیاء النبی" نے ان کا کس طرح سے جواب دیا۔ اس تحقیق کے بعد حاصل ہونے والے نتائج کی روشنی میں سفارشات مرتب کی جائیں گی جو مطالعہ استشراق میں مفید ثابت ہوں گی۔

آغازِ اسلام سے ہی جہاں اس کامل دین کو ماننے والے اور اس کی اشاعت و تبلیغ کے لیے سب کچھ لٹا دینے والے موجود تھے، وہاں ابتدا ہی سے شمع اسلام کو گل کرنے کو مذموم کاوششیں بھی شروع ہوئیں جو تاحال مختلف صورتوں میں جاری ہیں۔ دنیا کے ہر گوشے میں جہاں مسلم محققین نے نیک جذبے کے ساتھ اسلامی علوم میں تحقیقات کیں وہاں غیر مسلم بطورِ خاص مغربی محققین نے بھی کہیں خالصتاً تحقیقی مقصد کے تحت اور کہیں اپنے مذموم مقاصد کے لیے تحقیقات کیں۔ مغربی دنیا سے جن لوگوں نے مشرقی علوم میں بالخصوص اسلامی علوم میں تحقیقی کاوشیں کیں ان کو مستشرقین کہا جاتا ہے۔ مستشرقین کی اکثریت نے قرآن وحدیث، سیرت النبی ﷺ، عقائدِ اسلام، اسلامی تہذیب اور اسلام کے معاشی وسیاسی نظام کو تنقید کا نشانہ بنایا۔ انھوں نے اپنے خاص اغراض ومقاصد کو مد نظر رکھ کر دینی اور اسلامی علوم کا مطالعہ کیا۔ مستشرقین نے اسلامی علوم میں مختلف حوالوں سے تحقیقات کیں اور مختلف قسم کے اعتراض کیے۔ ان کا خاص ہدف ذاتِ رسول پاک ﷺ تھی۔ مسلم سیرت نگاروں نے مستشرقین کی طرف سے سیرت رسول ﷺ پر کیے گئے اعترضات کا تجزیاتی اور تنقیدی جائزہ لیا اور ان کے مدلل جوابات قلم بند کیے۔ ان سیرت نگاروں میں ایک اہم نام پیر محمد کرم شاہ الاہریؒ کا ہے، جنہوں نے ضیاء النبی کی چھٹی اور ساتویں جلد میں ان تمام اعتراضات کا مکمل اور مدلل رد کیا ہے۔ اس مقالے کا بنیادی مقصد سیرت رسول ﷺ پر لکھی جانے والی کتاب

ضیاء النبی کی روشنی میں مستشرقین کے اعتراضات کو جاننا اور موصوف سیرت نگار کی طرف دیئے گئے جوابات کی نوعیت سے آگاہی حاصل کرنا ہے۔ تجزیاتی طریقہ تحقیق کے ذریعے اس بارے میں تحقیق کی جائے گی کہ مستشرقین نے سیرت رسول ﷺ پر کن کن حوالوں سے اعتراضات کیے اور صاحبِ ضیاء النبی نے ان اعتراضات کے جوابات کس انداز سے دیئے؟ بحث و تحقیق کے بعد پیش آمدہ نتائج کی روشنی میں سفارشات مرتب کی جائیں گی جو مطالعہ استشراق میں ممد و معاون ثابت ہوں گی۔

مولانا امین احسن اصلاحی

مولانا امین احسن اصلاحی اپنی تفسیر تدبر قرآن میں مستشرقین کے اعتراضات کا انتہائی علمی اور فکری انداز میں جواب دیتے ہیں۔ انہوں نے قرآن مجید کی گہرائی میں جا کر نہ صرف اسلامی تعلیمات کو واضح کیا بلکہ مستشرقین کی جانب سے اٹھائے گئے سوالات کا منطقی رد پیش کیا، خاص طور پر قرآن کی ساخت اور اس کے پیغام پر کیے گئے اعتراضات کو مضبوط دلائل کے ساتھ مسترد کیا۔[1] ان کے علاوہ مولانا شبیر احمد عثمانی نے اپنی تفسیر تفسیر عثمانی میں بھی نہ صرف قرآن کی تشریح کی بلکہ مستشرقین کے اعتراضات، خاص طور پر قرآن کی سائنسی اور تاریخی حیثیت پر ہونے والی تنقید کا جواب دیا۔[2] علامہ اقبال نے مستشرقین کے اعتراضات کا جواب اپنے خطبات The Reconstruction of Religious Thought in Islam میں دیا۔ انہوں نے گو کہ فلسفیانہ اور سائنسی اعتراضات کا جواب دیا اور اسلام کی عقلی اور فکری بنیادوں کو مستحکم کیا۔ لیکن مستشرقین پہ ان کی بھی گہری نظر تھی[3]۔ اسی طرح مفسر مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی نے اپنی علمی زندگی میں متعدد مستشرقین (Orientalists) کے سوالات اور اعتراضات کے جوابات دیے، جو اسلام، اسلامی تاریخ، قرآن، حدیث اور اسلامی عقائد سے متعلق ہوتے تھے۔ ان مستشرقین نے اسلامی تعلیمات کے مختلف پہلوؤں پر علمی تنقید کی تھی، اور مولانا مودودی نے ان اعتراضات کا تفصیلی جواب دیا۔[4]

یہ مفسرین اسلامی تعلیمات کی روشنی میں مستشرقین کے اعتراضات کا نہایت علمی اور منطقی جواب دینے میں اہم کردار ادا کر چکے ہیں۔

سیرتِ رسول ﷺ پر مستشرقین کے اعتراضات اور ان کا رد" کے موضوع پر ضیاء النبی کا اختصاصی مطالعہ ایک اہم تحقیقی کام ہے جس میں مستشرقین کی جانب سے نبی کریم ﷺ کی شخصیت، آپ کے اخلاق، زندگی کے مختلف پہلوؤں، اور اسلامی تاریخ پر کیے گئے اعتراضات کا مدلل جواب دیا گیا ہے۔ اس مطالعے میں ضیاء النبی نے مستشرقین کے اعتراضات کو علمی، تاریخی، اور منطقی انداز میں رد کرتے ہوئے نبی اکرم ﷺ کی سیرتِ طیبہ کی

عظمت کو اجاگر کیا ہے۔ انہوں نے مستشرقین کے غلط فہمیوں اور تعصبات پر مبنی نظریات کو مستند اسلامی مآخذ کے ذریعے باطل قرار دیا اور نبی ﷺ کے حقیقی پیغام کو پیش کیا۔ پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ کو بھی مستشرقین کے اعتراضات کے رد اور سیرت النبی ﷺ کی تشریح و وضاحت میں ایک خاص مقام حاصل ہے۔ انہوں نے اپنی مشہور تفسیر ضیاء القرآن اور سیرت پر اپنی اہم کتاب ضیاء النبی میں مستشرقین کے اعتراضات کا نہایت مدلل اور مؤثر انداز میں جواب دیا۔ پیر محمد کرم شاہ نے نبی اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرتے ہوئے اسلامی تعلیمات اور نبی ﷺ کی عظمت کو بھرپور انداز میں بیان کیا اور مستشرقین کی جانب سے پھیلائی گئی غلط فہمیوں اور اعتراضات کو ٹھوس دلائل کے ساتھ رد کیا۔

ان کی تحریریں اسلامی عقائد کے دفاع اور نبی ﷺ کی سیرت کو جدید دنیا میں مستند اور علمی انداز میں پیش کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں، اور اسی وجہ سے وہ علماء اور مفسرین میں ایک منفرد مقام رکھتے ہیں۔

پیر کرم شاہ الازہری کا تعارف

ان کے تاریخ پیدائش اور نسب اور کیفیت کے بارے میں تاریخ کے اندر معلومات موجود ہیں۔ جس سے ان کے علمی اور تحقیقی ذوق کا بھی اندازہ ہو جاتا ہے کہ یہ سلسلہ ان کے خون میں شامل رہا ہے۔ پروفیسر حافظ احمد بخش صاحب لکھتے ہیں:

پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۲ رمضان ۱۳۳۶ھ بمطابق یکم جولائی ۱۹۱۸ء، بعد از نماز تراویح بھیرہ سرگودھا میں ہوئی۔[1] مجلہ جمال کرم کے تفسیر ضیاء الامت نمبر میں آپ کے نام و نسب کے متعلق غلام مصطفی القادری نے لکھا ہے: محمد کرم شاہ ہاشمی، قریشی، جو جد امجد حضرت امیر السالکین پیر امیر شاہ صاحب نے حضرت پیر محمد کرم شاہ رحمۃ اللہ علیہ نوپی والیسر کار، پیر کھارا کوہستان نمک کھیوڑہ کی نسبت سے تجویز فرمایا۔ بائیس واسطوں سے حضرت غوث العالمین بجاد الحق والدین ابوزکریا ملتانی سے ملتا ہے۔ جو یوں ہے:

پیر محمد کرم شاہ نے پیر محمد شاہ بن پیر امیر شاہ بن پیر شاہ بن شمس الدین بن عبد اللہ شاہ بن محمد غوث (ساکن بھیرہ) بن غلام محمد

حسین شاہ بن شیخ محمد بن شیخ محمود بن صیح احمد بن شیخ نظام الدین بن شیخ شمس الدین لاہوری (لقب کروڑی) بن شیخ صدر الدین بادشاہ

من شہر اللہ (صاحب سجادہ) بن شیخ یوسف بن شیخ عماد الدین بن شیخ رکن الدین سمرقندی بن صدر الدین حاجی بن شیخ اسماعیل شہید

بن شیخ الاسلام حضرت مولانا صدر الدین قتال عارف باللہ فرزند اکبر و خلیفہ شیخ کبیر منیر، غوث العالمین شیخ الاسلام بہاؤالدین زکریا ہاشمی، اسدی، سہروردی، ملتانی قدس سرہ العزیز۔[2]

غلام مصطفی القادری آپ کی کنیت کے بارے میں لکھتے ہیں:

ابوالحسنات۔ بڑے صاحبزادے اور جانشین پیر حافظ محمد امین الحسنات شاہ مدظلہ سے منسوب ہے۔[3]

تعلیم وتربیت

پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ نے جیسے جیسے اور جس طرح تعلیم حاصل کی۔ اس کے بارے میں غلام مصطفی القادری لکھتے ہیں:

خاندانی روایت کے مطابق تعلیم کا آغاز قرآن کریم سے ہوا۔ حافظ دوست محمد صاحب سے قرآن پاک ناظرہ پڑھنا شروع کیا۔ کچھ حصہ حافظ مغل صاحب سے پڑھا اور کچھ حصہ حافظ بیگ صاحب سے پڑھا۔ ختم قرآن کے بعد حافظ کرم علی صاحب کو سنایا اور دہرائی فرمائی۔[4] جبکہ رسمی تعلیم کے حوالے سے الطاف احمد عامر صاحب اپنی کتاب پیر محمد کرم شاہ الازہری ایک عہد ایک شخصیت میں لکھتے ہیں:

پیر محمد کرم شاہ الازہری صاحب نے رسمی تعلیم کا آغاز محمد یہ غوثیہ پرائمری سکول سے کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس سکول کے پہلے طالب علم تھے۔ پہلے شاگرد تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سکول میں ۱۹۲۵ء سے ۱۹۲۹تک چار سال تعلیم حاصل کیان اساتذہ کے نام ہیں: چوہدری ظفر احمد صاحب، چوہدری جہانداد صاحب، فرمان شاہ صاحب، قاضی محمد صدیق اور شیخ خورشید احمد صاحب۔[5]

دینی تعلیم

دینی تعلیم کے حوالے سے جناب الطاف احمد عامر صاحب لکھتے ہیں:

پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا قاسم بالاکوئی سے پند نامہ، کریما، مصدر فیوض اور نام حق فارسی کتابیں پڑھیں۔ اور اپنی عربی گرائمر میں صرف کے مختلف رسائل یعنی صرف مکمل اور نحو کافیہ تک اس کے بعد دو سال تک مولانا عبد الحمید ساکن کٹھیالہ شیخاں سے آپ نے الفیہ، شرح جامی، منطق کے رسائل قطبی، غیر قطبی میبذی ملاحسن اور سبحانی پڑھیں۔ ان کے بعد پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا محمد دین صاحب ساکن بدھونز دواہ کینٹ سے یہ کتابیں پڑھیں: ملاحسن، میر زاہد، ملاجمال، حمد اللہ، قاضی مبارک، علم بحر العلوم صدرہ شمس بازغہ۔ مختصر المعانی، مطول۔[6]

غلام مصطفی القادری لکھتے ہیں:

۱۹۴۰ میں اور ینٹیئل کالج لاہور میں داخلہ لیا اور فاضل عربی کا امتحان پاس کیا۔ ۶۰۰ میں سے ۵۱۲ نمبر لے کر فرسٹ ڈویژن میں کامیاب ہوئے اور پورے پنجاب میں پہلی پوزیشن حاصل کی۔ یہاں جناب شیخ محمد عربی صاحب جیسے فاضل اصحاب علم و دانش کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ شیخ عربی سے انشاء خان صاحب سے صحیح مسلم اور جامع ترمذی اور نور الحق سے تفسیر بیضاوی اور الکامل مبرد پڑھی۔ اسی دوران کچھ اسباق حضرت مولانا عبد القدوس قاسمی صاحب سے بھی پڑھے۔[7] پیر کرم شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی خدمات کے بارے میں الطاف احمد عامر لکھتے ہیں:

پیر محمد کرم شاہ الازہری ایک علمی اور مذہبی گھرانے میں پیدا ہوئے آپ کو بچپن سے ہی خانقاہی ماحول میں رہئے۔ آپ کے جد امجد پیر امیر شاہ رحمۃ اللہ علیہ خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت تھے۔

گل محمد فیضی لکھتے ہیں:

پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے شیخ سے عقیدت او عاجزی کی یہ حالت تھی کہ جب لوگ آپ کے پاس بیعت کی غرض سے آئے تو آپ رحمۃ اللہ علہ فرماتے کہ میری رائے یہ کہ آپ سیال شریف حاضر ہو کر فورا بیعت کرلیں۔ میری نظروں میں تو اس وقت حضرت سیالوی سے بہتر کوئی نہیں۔ میں سیال شریف کے خاک ریزوں کو اپنا سرمی بصیرت تصور کرتا ہوں۔[8]

تصانیف

غلام مصطفی القادری لکھتے ہیں:

حافظ کا قول ہے: یہ قلم ہی ہے جو ہم تک ماضی کا علم پہنچاتا ہے اور آنے والوں کے لیے زمانہ حال کا علم محفوظ کر دیتا ہے۔

آپ قلم کی اس اہ اس اہمیت سے پوری طرح آگاہ تھے۔ اس لیے آپ نے ہمارے لیے بہت سے اپنے قلمی شاہکار اور علمی یاد گار چھوڑی ہیں:[9]

۱۔ تفسیر ضیاء القرآن

۲۔ سنت خیر الانام

۳-ترجمہ و شرح قصدیہ اطیب النغم

۴-مقالات

۵-پیمان سرفروشی

۶۔رویت ہلال کا شرعی ثبوت

۷۔ تحذیر الناس میری نظر میں

۸ مکاتیب

۹ ضیاء النبی

وصال و تدفین

۹ ذوالحجہ ۱۴۱۸ھ۔ بمطابق ۷ اپریل ۱۹۹۸ء بروز منگل رات طویل علالت کے بعد آپ کا وصال ہوا۔ سجادہ نشین آستانہ عالیہ سیال شریف حمید الدین سیالوی نے نماز جنازہ کی امامت کرائی، آپ کی قبر وصیت کے مطابق دربار عالیہ امیر السالکین میں آپ کے داداجان پیر امیر شاہ کے بائیں جانب کھودی گئی۔

ضیاء النبی کی کتاب "سیرت النبی ﷺ پر مستشرقین کے اعتراضات" میں مستشرقین کے حوالے درج ذیل ہیں۔ ان میں سے کچھ معروف مستشرقین اور ان کی کتابوں کا ذکر کیا گیا ہے:

1. **ایڈورڈ سعید** :ان کی مشہور کتاب (1978) Orientalism میں انہوں نے مشرق کے بارے میں مغربی نظریات اور خیالات کا تجزیہ کیا ہے۔
2. **آرنلڈ ٹوئن بی**:ان کی کتاب A Study of History میں انہوں نے اسلامی تہذیب کی تاریخ پر تنقید کی ہے۔
3. **سیرل ٹوئنی**:ان کی کتاب Islam and the West میں اسلامی ثقافت پر مغربی نقطہ نظر پیش کیا گیا ہے۔
4. **جورج سیل** :انہوں نے اپنی کتاب The Life of Mahomet میں نبی ﷺ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے اور کئی تنقیدات پیش کی ہیں۔

ضیاء النبی نے ان مستشرقین کے اعتراضات کا جائزہ لیتے ہوئے ان کے خیالات کا علمی طور پر جواب دیا ہے[5]۔

استشراق کا تعارف

آکسفورڈ انگلش ڈکشنری کی تصریحات کے مطابق دونوں الفاظ (orient) سے مشتق ہیں جس کے معنی ہیں مشرق اور اس کا دوسرا معنی مشرقی سمت ہے جہاں سے سورج طلوع ہوتا ہے پھر اس کے بعد (oriental) یعنی مشرق جو تمام معنوں میں (occidental) کا متضاد ہے۔ اس وجہ سے مستشرق سے مراد وہ آدمی ہے جو مشرقی زبانوں، علوم اور فنون، آداب و ثقافت و تہذیب و تمدن پر مہارت رکھتا ہو۔[6]

منجد میں مفہوم: مشرقی زبانوں، آداب اور علوم کے ماہر کو مستشرق کہا جاتا ہے اور اس علم کا نام استشراق ہے۔

استشراق کا لغوی مفہوم: مستشرق: مس، تش، رق.. وہ فرنگی جو مشرقی زبانوں اور علوم کا ماہر ہو مستشرق کی جمع مستشرقین ہے۔[7]

استشراق کا لغوی معنی: استشراق عربی زبان کا لفظ ہے۔ جو کے تین الفاظ شرق سے اخذ کیا گیا ہے۔ جس کا لغوی معنی روشنی اور چمک ہے اور یہ ایک اور معنی کے لیئے استعمال ہوتا ہے وہ سورج ہے۔ [8]

تحریک استشراق کا تاریخی پس منظر

تاریخ کی حقیقت کو سامنے رکھتے ہوئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ تحریک استشراق کی روح ازل سے لے کر ابد تک موجود رہے گی، اور اس کی قدامت پر حضرت آدم علیہ السلام اور ابلیس کا واقعہ، پھر حضرت آدم علیہ السلام اور شیطان کا ایک ساتھ اس دنیا میں بھیجا جانا بھی دلالت کرتا ہے۔ اس کے علاوہ حق کے ساتھ باطل، اسلام کے ساتھ کفر، ایمان کے ساتھ الحاد کا ہونا استشراق کی ہی صورتیں ہیں۔ اس کے قدیم ہونے کی طرف اس شعر میں بھی اشارہ موجود ہے۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی[9]

یہودیوں اور عیسائیوں کا واسطہ مسلمانوں سے بالکل ابتدائی زمانے ہی میں ہوا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں مکی دور میں ہی یہود و نصاری دین اسلام پر اعتراضات کی ابتدا کر چکے تھے۔ قرآن مجید کا وحی الٰہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نبی ہونے صادق و آمین ہونے کے بارے میں مختلف قسم کے اعترضات واختلافات کیئے۔ قرآن حکیم قرآن حکیم کی مکی آیتوں اور مدنی آیتوں کے لیئے بھی مستشرقین کے اعترضات موجود ہیں۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دنیا میں پردہ پانے کے بعد خلافت صدیقی اور خلافت فاروقی میں مستشرقین کے اعترضات کا ہر جگہ واسطہ پڑتا ہے۔[10]

اقسام مستشرقین

مستشرقین کا ایک گروہ ہے جس کی درج ذیل اقسام ہیں۔

متعصب مستشرقین

یہ مستشرقین کا ایک ایسا گروہ ہے۔ جنہوں نے غیر جانبداری اور بے لاگ علمی تحقیق کے لبادے میں اسلام کے متعلق جھوٹ گھڑے۔ ان مستشرقین میں ایڈورڈ گبن، ولیم میور اور کیمون بھی شامل ہیں یہ متاثرہ مستشرقین کا گروہ ہے۔

معتدل مستشرقین

ایسے مستشرقین جو اپنے ابو اجداد کے مذہب پر اطاعت شعار ہونے کے باوجود اسلام کے بارے میں بھی مثبت رائے رکھتے ہوں اور سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حد درجے کے متاثر ہوں جن میں چند ایک یہ بھی ہیں: مائیکل ایچ ہارٹ، کاسن دی پر سیول،

پیشہ ور مستشرقین:

استشراق کی تحریک کی بنیاد کالونائزیش (colonization) کی طرف سے حاصل ہونے والی مالی امداد اور سماجی حیثیت پر بھروسہ کرتی ہیں اور مستشرقین یونیورسٹیوں اور مختلف اداروں اور میڈیا کے بڑے بڑے عہدوں کے صورت میں انعام پاتے ہیں یہ بہت خطرناک قسم کے لوگ ہیں۔

ملحد مستشرقین

یورپ میں جب مذہب اور سائنس کے درمیان جھگڑا شروع ہوا تو یورپمیں کچھ اس طرح کے لوگ بھی پائے جاتے تھے جو علوم کے پیاسے تھے، مگر ان کے ساتھ پاپائے روم کے ظلم وستم سے علم کے شیدائی مذہب کے دشمن گئے اس صورتحال سے جس تحریک نے زور پکڑا اس میں والٹیئر (Voltaire) تھا۔

نومسلم مستشرقین

مستشرقین میں کچھ ایسے لوگ بھی موجود تھے جنہوں نے اسلام پر صحیح تحقیقات کی اور جنہیں اللہ عزوجل نے یہ توفیق بخشی کے وہ اسلام میں داخل ہوئے ان میں یہ لوگ شامل ہیں۔ سینٹ جوزف گزٹ، رسل ویب، (پولینڈ) علاؤالدین شبلی (جرمن) ڈاکٹر غرینیہ فرانس علامہ محمد اسد، محترمہ مریم جمیلہ (امریکہ)[11]

مقاصد مستشرقین

مستشرقین کے اپنے گروہ کے کچھ اہم مقاصد ہیں جو مقاصد مستشرقین نے پیش کیئے جس کی بنیاد اس تحریک میں بیان کی گئی ہے مستشرقین کے وہ مقاصد درج ذیل ہیں:

1-اسلام کے احکامات اور اور اسلامی تاریخ کو اپنی خواہش کے مطابق ڈالنا۔

2-اسلام کے حوالے سے بدگمانیاں پیدا کرنا.

3۔ابتداہی سے مسلم معاشرے کو غلط سمجھ کر مسلمانوں کی تاریخ کو کچل دینا۔

4. تہذیب اسلام کی تحقیر وتوہین کرنا۔

5۔ قرآن مجید اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ردوبدل کرنا۔

6۔عبادات کاغلط تصور پیش کرنا۔

7–مسلم علماء کی بد گمانی کرنا۔

سیرت النبی (ﷺ)

جسد اطہر کی جمال آرائیاں

رحمت الٰہی، وہ اعلیٰ ہستی جس کے سر پر ختم نبوت کا تاج سجا کر، رحمت للعالمین کی خلعت فاخرہ پہنا کر آخری صحیفہ آسمانی کا امین بنا کر، کاروان انسانیت کا تا ابد خضر راہ بنا رہی ہے۔ آیئے اس پہ غور کیجئے۔ محمد رسول اللہ (ﷺ) سے پہلے محمد بن عبد اللہ کی حیثیت سے ان کے جمال ظاہری اور کمال باطنی کی شان کیا تھی۔ وہ جسد اطہر، جس نے حضور کے روح اقدس کا گہوارہ بنایا ہے وہ روح اقدس، جس نے انوار الٰہی اور اسرار ربانی کی جلوہ گاہ بنایا ہے اس کی عظمتوں اور اس کی لطافتوں کی کیا کیفیت ہے؟ اس قلب منیر کی قوت و عزیمت کا مقام کیا ہو گا جس نے اس امانت عظمیٰ کا بار گراں اٹھانا ہے اور اس کا حق ادا کرتا ہے. جس کو اٹھانے سے آسمانوں نے، زمین نے اور فلک بوس کو ہساروں نے اظہار عجز کیا تھا۔ اللہ تعالی کی یہ سنت رہی ہے کہ وہ اپنے ہر نبی اور رسول کو جسمانی عیبوں سے پاک و منزہ پیدا فرماتا ہے تا کہ ان کا کوئی جسمانی نقص لوگوں کے لئے ان کے پیغام حق کو قبول کرنے میں حجاب نہ بنے اس کا کوئی فرستادہ لنگڑا۔ لولا۔ اندھا– کانا۔ بدصورت اور قبیح المنظر نہیں آیا۔ سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم نے جن انبیاء ورسل کا حلیہ مبارک بیان فرمایا اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ سب اپنے کمالات رسالت و نبوت کے ساتھ ساتھ بڑی من موہنی صورتیں لیکر اپنی قوموں کی راہنمائی کے لئے تشریف لائے تھے۔[12]

ایک دو ارشادات نبوی آپ بھی ملاحظہ فرمایئے، ایک حدیث حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حدیث مبارکہ:

قَدْ رَوَى الدَّارِ قُطْنِي مِنْ حَدِيثِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ خَادِمَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَالِهِ وَسَلَّمَ أَنَّ النَّبِيَّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ صلى الله وَالسَّلَامُ قَالَ مَا بَعَثَ اللهُ تَعَالَى نَبِيًّا إِلَّا حَسَنَ الْوَجْه حَسَنُ الصَّوْتِ وَكَانَ نَبِيكم اَحْسَنَهُمْ وَجْهَا وَأَحْسَنَهُمْ صَوْتًا[13]

حضرت انس بن مالک خادم رسول (ﷺ) روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم (ﷺ) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی مبعوث نہیں فرمایا مگر خوبصورت چہرے والا۔ دلکش آواز والا۔ اور تمہارے نبی کا چہرہ سب سے زیادہ خوبصورت اور ان کی آواز سب سے زیادہ دلکش ہے۔

اُم معبد کا واقعہ

هجرت کا سفر در پیش آیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم مکہ سے سکونت ترک کر کے یثرب کے بخت خفتہ کو جگانے کے لئے اور اس غیر معروف بستی کو شہرت وبقائے دوام بخشنے کے لئے صحرائی علاقہ کو عبور کر رہے ہیں حضرت ابو بکر اور آپ کے غلام عامر بن فہیرہ کو نبی پاک (ﷺ) کے ساتھ ہونے شرف حاصل ہے۔ ایک بدو عورت کے خیمہ کے پاس سے آپ (ﷺ) کا گزر ہوا۔ جس کا نام ام معبد ہے ان اجنبی راہ رووں نے اس عورت کو کہا۔ اگر تمہارے پاس کچھ دودھ یا گوشت ہو تو وہ اسے قیمتہ خریدنے کے لئے تیار ہیں۔ ام معبد نے کہا اگر میرے پاس کھانے کی کوئی چیز ہوتی تو میں انتہائی خوشی سے تمہاری میزبانی کی سعادت حاصل کرتی ہمیں تو قحط سالی نے دانے دانے کا محتاج بنادیا ہے۔ حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے خیمہ کے ایک گوشہ میں ایک بکری دیکھی حضور (ﷺ) نے پوچھا اے ام معبد! یہ بکری کیسی ہے ؟ اس نے کہا ضعف اور کمزوری کی وجہ سے چلنے سے قاصر ہے اس لئے ریوڑ کے ساتھ چرنے کے لئے نہیں جا سکی اور یہیں کھڑی رہ رہتی ہے۔ حضور (ﷺ) نے فرمایا اجازت دو تو ہم اس کا دودھ دوہ لیں۔ ام معبد نے کہا اگر اس میں کچھ دودھ ہے تو خوشی سے دوہ لیجئے بکری کو حضور (ﷺ) کے پاس لایا گیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا۔ اور اللہ تعالی کا نام لے کر اس کو دوھنا شروع کیا اس خشک کھیری والی بکری سے اتنا دودھ نکلا کہ سب نے خوب سیر ہو کر پیا حضور (ﷺ) نے دوبارہ اسے دوہا تو ام معبد کے گھر کے سارے برتن دودھ سے لبالب بھر گئے جب اس کا خاوند دن بھر کے کام کاج سے فارغ ہو کر شام کو واپس آیا تو خیمہ میں ہر برتن دودھ سے بھرا ہوا دیکھ کر حیران ہو گیا اور پوچھنے لگا۔ اے ام معبد! یہ دودھ کی نہر کہاں سے یہ نکلی۔ گھر میں تو کوئی شیر دار جانور نہ تھا۔ ام معبد نے کہا۔ نہیں بخدا نہیں۔ لیکن ایک بابرکت ہستی یہاں سے گزری ہے یہ سب اس کا فیضان ہے۔ پھر اس نے سارا واقعہ اپنے خاوند کو کہہ سنایا۔ خاوند نے کہا اس بابرکت ہستی کا حلیہ بیان کرو اللہ کی قسم! مجھے تو یہ وہی شخص معلوم ہوتا ہے جس کی تلاش اور تعاقب میں قریش چار سو اپنے گھوڑے سرپٹ دوڑا رہے ہیں اس وقت ام معبد نے اس نورانی پیکر کی جو دلکش تصویر کشی کی آپ بھی اس کا مطالعہ فرمائیے اور لطف اٹھائیے۔

ام معبد کہنے لگی! مرد دیکھا جس کا حسن نمایاں تھا جس کی ساخت بڑی خوبصورت اور چہرہ ملیح تھا۔ نہ رحمت کی زیادہ سفیدی اس کو معیوب بنارہی تھی اور قیم و سیمگردن اور سر کا پتلا ہونا اس میں نقص پیدا کر رہا تھا۔ بڑا حسین بہت خوبرو آنکھیں سیاہ اور بڑی تھیں پلکیں لانبی تھیں۔ اس کی آواز گونج دار تھی۔ سیاہ چشم و سرمگیں دونوں ابرو باریک اور ملے ہوئے۔ گردن چمکدار تھی۔ ریش مبارک گھنی تھی۔

جب وہ خاموش ہوتے تو پر وقار ہوتے۔ جب گفتگو فرماتے تو چہرہ پر نور اور بارونق ہوتا۔ شیریں گفتار۔ گفتگو واضح ہوتی نہ بے فائدہ ہوتی نہ بیہودہ۔ گفتگو گویا موتیوں کی لڑی ہے جس سے موتی جھڑے ہوتے۔ دور سے دیکھنے پر سب سے زیادہ بارعب اور جمیل نظر آتے اور قریب سے سب سے زیادہ شیریں اور حسین دکھائی دیتے۔ قد درمیانہ تھا۔ نہ اتنا طویل کہ آنکھوں کو برا لگے۔ نہ اتنا پست کہ آنکھیں حقیر سمجھنے لگیں آپ دو شاخوں کے درمیان ایک شاخ کی مانند تھے جو سب سے سرسبز وشاداب اور قد آور ہو۔ ان کے ایسے ساتھی تھے جو ان کے گرد حلقہ بنائے ہوئے تھے۔ اگر آپ انہیں کچھ کہتے تو فورا اس کی تعمیل کرتے۔ اگر آپ انہیں حکم دیتے تو وہ فورا اس کو بجالاتے۔ محفود، سب کے مخدوم۔ سب کے محترم۔ نہ وہ ترش رو تھے نہ ان کے فرمان کی مخالفت کی جاتی تھی۔[14]

طہارت و نظافت

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔

[أَنَّا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَالِهِ وَسَلَّمَ مُسَحَ خَدَه فَوَجَدْتُ لِيَدِهِ بَرْدًا وَرِيحًا كَأَنَّمَا أَخْرَجَهَا مِنْ جُونَةِ عَطَارٍ[15]

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے اپنا دست مبارک میرے چہرے پر پھیرا۔ میں نے اس کی ٹھنڈک اور خوشبو محسوس کی گویا ابھی حضور نے اپنے دست مبارک کو عطار کی عطر دانی سے باہر نکالا ہے۔

صحابہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم جس کسی سے مصافحہ فرماتے دن بھر اس کے ہاتھوں سے خوشبو آتی رہتی تھی اور جب کسی بچے کے سر پر ہاتھ پھیرتے تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چھونے کی وجہ سے وہ دوسرے بچوں سے ممتاز ہوا کرتا تھا اور اسے بآسانی پہچان لیا جاتا تھا کہ اس خوش نصیب کے سر پر آقائے دوجہان (ﷺ) نے اپنا دست شفقت رکھا ہے۔

حضور خوشبو لگاتے یا نہ لگاتے خوشبو کی لپیٹیں مبارک ہاتھوں سے اٹھتی رہتیں۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت انس کے گھر میں قیلولہ فرمایا۔ حضور کو پسینہ آگیا۔ حضرت انس کی والدہ ایک شیشی میں پسینہ کے قطرے جمع کرنے لگی حضور نے پوچھا۔ کیا کر رہی ہو۔ عرض کی ان قطروں کو میں اپنی خوشبو میں ملاؤں گی اور یہ تمام خوشبوؤں سے بہترین خوشبو ہو جائے گی۔

امام بخاری نے اپنی تاریخ کبیر میں حضرت جابر سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم جس راستہ سے گزرتے صحابہ کرام کو اس بھینی بھینی خوشبو کی وجہ سے پتہ چل جاتا تھا کہ یہاں سے ان کے آقا دوجہان صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا گزر ہوا ہے۔[16]

عنبر زمین عبیر ہوا مشک تر غبار

ادنی سی یہ شناخت تیری رہگذر کی ہے

ضیاء النبی کی کتاب سیرت النبی ﷺ پر مستشرقین کے اعتراضات میں مستشرقین کے چند اہم اعتراضات اور ان کے جوابات درج ذیل ہیں:

نبی ﷺ کی جسمانی خوبصورتی پر اعتراض

اعتراض

بعض مستشرقین کا کہنا ہے کہ مسلمانوں نے نبی ﷺ کی جسمانی خوبصورتی کو مبالغہ آرائی کے ساتھ پیش کیا ہے، جس کی کوئی حقیقی بنیاد نہیں ہے۔

جواب

ضیاء النبی نے واضح کیا ہے کہ نبی ﷺ کی جسمانی خوبصورتی کے بارے میں جو روایات موجود ہیں، وہ مستند احادیث اور سیرت کی کتب میں موجود ہیں۔ یہ روایات نبی ﷺ کی شخصیت کی حقیقی تصویر کشی کرتی ہیں اور انہیں غیر معقول نہیں سمجھا جا سکتا۔[17]

نبی ﷺ کی اخلاقی صفات پر اعتراض

اعتراض: مستشرقین نے نبی ﷺ کی اخلاقی صفات پر سوالات اٹھائے ہیں، جیسے کہ ان کی جنگی حکمت عملی اور دیگر فیصلے۔

جواب: ضیاء النبی نے کہا ہے کہ اسلامی تعلیمات کے مطابق نبی ﷺ کی سیرت میں اخلاقیات کا بھرپور مظاہرہ ہوا ہے۔ ان کی زندگی میں جو بھی جنگیں ہوئیں، وہ دفاعی نوعیت کی تھیں اور ہمیشہ انسانی اقدار کا لحاظ رکھا گیا[18]۔

اسلامی تعلیمات میں تشدد کا ذکر

اعتراض: کچھ مستشرقین نے یہ اعتراض کیا ہے کہ نبی ﷺ کی تعلیمات میں تشدد کو فروغ دیا گیا ہے۔

جواب: ضیاء النبی نے وضاحت کی ہے کہ تشدد کے حوالے سے نبی ﷺ کی تعلیمات میں صرف دفاع کی حالت میں لڑنے کا حکم دیا گیا ہے۔ قرآن اور سنت میں زندگی کی حفاظت اور انسانی حقوق کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے۔[19]

مستشرقین کی نیت پر سوالات

اعتراض

بعض مستشرقین کی نیت کو مشکوک سمجھتے ہوئے یہ کہا گیا کہ وہ صرف مسلمانوں کو بدنام کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

جواب

ضیاء النبی نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ کچھ مستشرقین کی نیت واقعی غیر معقول ہو سکتی ہے، مگر یہ بھی ضروری ہے کہ ان کے اعتراضات کا علمی جواب دیا جائے تاکہ سچائی سامنے آ سکے۔[20]

ضیاء النبی نے اپنی تحقیق کے ذریعے واضح کیا ہے کہ مستشرقین کے اعتراضات میں کئی ایسے پہلو موجود ہیں جو تاریخی اور علمی طور پر بے بنیاد ہیں، اور ان کا موثر رد دینا ضروری ہے تاکہ نبی ﷺ کی شخصیت اور تعلیمات کا صحیح مفہوم سامنے لایا جا سکے۔

تعدد ازواج اور مستشرقین ضیاء النبی کی روشنی میں

ضیاء النبی کی کتاب سیرت النبی ﷺ پر مستشرقین کے اعتراضات میں تعدد ازواج (نبی ﷺ کی متعدد شادیوں) کے حوالے سے مستشرقین کے اعتراضات اور ان کے جوابات تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں۔ یہ اعتراضات زیادہ تر نبی ﷺ کی ازدواجی زندگی پر مرکوز ہیں، جنہیں مستشرقین نے اپنی تحریروں میں مختلف طریقوں سے پیش کیا ہے۔ ضیاء النبی نے ان اعتراضات کا علمی اور تحقیقی جواب دیا ہے۔

اسلام اپنے پیروکاروں کو زندگی کے ہر شعبے کے متعلق راہنمائی فراہم کرتا ہے۔

جب اسلام کا آفتاب طلوع ہوا تو انسانی زندگی کے اکثر شعبوں کی طرح یہ شعبہ بھی بغیر کسی قاعدے کلیے کے چل رہا تھا۔ ایک مرد کئی کئی بیویاں ہوتی تھیں اور ایک عورت کے کئی کئی خاوند ہوتے تھے۔ اس صورت حال میں انسانی معاشرہ جس قسم کے مسائل سے دوچار تھا اس کا تصور ہی انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

اسلام نے اس شعبے کے لیے تفصیلاً قوانین پیش کئے۔ عورت کے ایک سے زیادہ خاوند رکھنے سے منع کیا۔ مرد کے لیے بیویوں کی تعداد مقرر کی۔ ایک سے زیادہ بیویاں رکھنے کے جواز کے لیے شرائط مقرر کیں۔[21]

پیغمبر اسلام علیہ الصلاۃ والسلام کی شادیوں کے خلاف مستشرقین کا واویلا اور اس کی حقیقت

حضور علیہ الصلاۃ والسلام پر اللہ تعالی نے ازواجی زندگی کے متعلق جو خصوصی احکامات نازل فرمائے۔

آپ علیہ السلام نے اس پر عمل فرمایا، آپ کی ازواج کی تعداد چار سے زیادہ تھی۔

سیرت کی کتابوں میں گیارہ ایسی خوش نصیب خواتین کا ذکر ہے جن کو حضور علیہ الصلاۃض والسلام نے زوجیت کا شرف بخشا۔

مستشرقین نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج کی تعداد کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا لیکن اس مسئلے پر بحث کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ حضور ﷺ کے لیے بیویوں کی تعداد مقرر نہیں تھی۔ جن عورتوں

سے حضور ﷺ نے نکاح کی ضرورت محسوس کی آپ نے ان سے نکاح کیا۔ ہمیں اس کا انکار کرنے کی ضرورت نہیں۔[21]

اعتراض: ولیم میور شان رسالت میں ہرزہ سرائی کرتے ہوئے لکھتا ہے

Mahomet was now going on to three score years but weakness for the sex seemed only to grow with age and the attraction for his passion from wandering beyond its ample limits[22]

جواب

اگر ایک سے زیادہ بیویاں رکھنے پر کسی انسان کے خلاف جنس پرستی کا الزام لگتا ہے تو یہ صرف حضور ﷺ پر نہیں لگنا چاہیے بلکہ یہ الزام تاریخ انسانی کے ان تمام کرداروں پر لگنا چاہیے جنہوں نے ایک سے زیادہ عورتوں کو اپنی زوجیت میں جمع کیا تھا۔ لیکن یہ عجیب قسم کی غیر جانبداری ہے کہ جس کام وجہ سے حضور ﷺ پر جنس پرستی کا الزام لگایا جاتا ہے اس کام کی وجہ سے کسی دوسرے پر الزام نہیں لگایا جاتا۔[23]

دنیا کے تمام مذاہب میں تعدد ازواج کا رواج عام تھا مثلاً ہندوؤں کو لے لیجیے

1. سری رام چندر جی کے والد مہاراجہ دسرت کی تین بیویوں تھیں
2. سری کرشن جی کی جو اد تاروں میں شمار ھوتے ھیں، سیکنڑوں بیویاں تھیں۔۔
3. پانڈووں کے جد اعلی راجہ پانڈو کی دو بیویاں تھیں۔۔
4. راجک شنتنؔ کی دو بیویاں تھی۔۔
5. بچھتر ایرج کی دو بیویاں اور ایک لونڈی تھی۔[23]

یہود و نصاری حضرت ابراہیم، حضرت یعقوب، حضرت موسی، حضرت داؤد علیہم السلام کی روحانی عظمتوں کے قائل ھیں اور ان کو خدا کے برگزیدہ بندے اور نبی تسلیم کرتے ھیں۔ ان برگزیدہ ہستیوں کی زندگیوں سے اگر ہمیں یہ طریقہ مل جائے پھر اعتراض ختم ھونا چاہیے۔

یہود و نصاری کی الہامی کتابیں خود بتاتی ھیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تین بیویوں تھیں۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کی چار بیویاں تھیں اور حضرت موسی علیہ السلام کی چار بیویاں تھیں۔[24]

اعتراض: مستشرقین جس بات کو زیادہ اچھالتے ھیں وہ یہ ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام کو اپنی خواہشات پر مکمل کنڑول حاصل تھا، اس لئے آپ نے ایک شادی کرنے کی بھی ضرورت محسوس نہیں کی جبکہ ان

کے مقابلے میں حضور ﷺ نے اپنی خواہشات پر کنٹرول نہ کیا اس لیے آپ نے متعدد عورتوں سے شادیاں کیں۔[25]

جواب

اولا تو ان مبشرین کا موازنہ ہی بڑا عجیب ہے کیونکہ وہ حضرت عیسی علیہ السلام کو ایک نبی نہیں بلکہ خدا کا بیٹا مانتے ہیں۔ اگر وہ خدا یا خدا کا بیٹا مانتے ھیں پھر نفسانی خواہشات یا ان پر کنٹرول کا مطلب ہی نہیں ہے۔

شاید عیسائی مستشرقین کو اس بات کا احساس نہیں کہ ازدواجی زندگی کے سلسلہ میں حضرت عیسی علیہ السلام کا حضور ﷺ سے موازنہ اولوہیت مسیح کے عیسائی عقیدے کا ستیاناس کر دیتے ھیں۔[26]

تمام انبیاء علیہم السلام جو دنیا میں تشریف لائے، ان کے ساتھی انسانی تقاضے بھی آئے اور وہ ان کو پورا بھی کرتے تھے۔

انہیں بھوک بھی لگتی تھی اور وہ کھانا بھی کھاتے تھے۔ انہیں پیاس بھی لگتی تھی وہ پانی بھی پیتے تھے۔ حالت غم میں غمگین بھی ھوتے تھے اور مسرت کے لمحات میں شاداں و فرحاں بھی ھوتے تھے۔وہ شادیاں بھی کرتے تھے،گھر بھی بساتے تھے،اولاد کی نعمت پاکر اس کا شکر بھی کرتے تھے اور بے اولاد ھونے کی صورت میں خدا سے اولاد کی التجا بھی کرتے تھے۔[28]

حضرت عیسی علیہ السلام کے اس عمل کو ان کا خاصا تو قرار دیا جاسکتا ہے لیکن اس کو ان کی ایسی سنت قرار نہیں دیا جاسکتا جس پر عمل کرنا ان کے سارے پیروکاروں کے لیے بھی ضروری ہو۔

انبیاء کرام کی زندگیوں میں متعدد چیزیں ایسی ھوتی ھیں جو ان کے خواص شمار ھوتی ھیں اور امت کو ان کی پیروی کا حکم نہیں دیا جاتا۔

بعض عیسائی حضرت عیسی علیہ السلام کی اس سنت پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ھیں لیکن پورے دین عیسائیت اس سنت عیسوی کو اپنی اجتماعی زندگی میں نافذ کرنے کے لیے کبھی جرات نہیں کر سکتی کیونکہ اس کے انجام کا وہ خود اندازہ لگا سکتے ھیں۔[27]

تعدد ازواج کا دستور ہمیشہ انسانوں میں مروج رہا اور اس کی وجہ سے کسی بھی انسان کے معاشرتی مقام میں کمی نہیں آتی۔یہی حال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ہے۔

حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے یہ شادیاں جنسی تسکین کے لیے کی ہی نہیں تھیں بلکہ شادیوں کے مقاصد اتنے بلند تھے کہ مستشرقین اس کا تصور کرنے سے بھی قاصر ہیں۔

حضور صلی اللہؐ علیہ وآلہ وسلم کی شادیوں کے مسئلے پر غور کرنے سے آپ کی حیات طیبہ کے مندرجہ ذیل حقائق کو ذہن میں رکھنا ضروری ہے۔

حضور صلی اللہؐ علیہ وسلم نے پچیس سال شادی نہیں کی۔ آپ کے مردانہ حسن اور نسبی وجاہت کی وجہ سے ان عورتوں کی کمی نہ تھی جو آپ صلی اللہؐ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ھونا چاہتی تھیں۔

آپ نے جنسی اباحت کے ماحول میں اپنا عنفوان شباب تجرد کی حالت میں گزارا لیکن آپ کے دامن عفت پر کوئی دھبہ نظر نہ آیا۔ آپ نے پہلی شادی پچس سال کی عمر میں کی۔

جس خاتون کو سب سے پہلے شرف زوجیت بخشا وہ آپ سے عمر میں 15 سال بڑی تھیں۔

شادی کے وقت ان کی عمر 40 سال تھی۔

حضور صلی اللہؐ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں آنے سے پہلے وہ دو خاوندوں کی زوجیت میں رہ چکی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عمر کا پچس سال کا عرصہ اسی واحد خاتون کے ساتھ گزارا اور اپنی عمر کے پچاسویں سال تک اور اپنی زوجہ محترمہ کے پینسٹھویں سال تک جب تک آپ کی پہلی زوجہ حیات رہیں دوسری شادی نہیں کی۔ پہلی بیوی کے وصال کے بعد جس عورت سے شادی کی وہ بھی معمرہ اور بیوہ تھیں۔

ایک زوجہ محترمہ، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سواء تمام ازواج مطہرات میں سے کوئی بھی باکرہ نہ تھیں حالانکہ حضور صلی اللہؐ علیہ وآلہ وسلم اپنے امتیوں کو باکرہ عورتوں کے ساتھ نکاح کرنے کی ترغیب عنایت فرماتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر شادیاں پچپن سے انسٹھ سال کی عمر کے درمیان ھوئیں۔

جو شخص حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی ازواج کی تعداد دیکھ کر آپ پر الزام لگاتا ہے اسے درج بالا حقائق پر بھی غور کرنا چاہیے۔[28]

نتائج

ضیاء النبی کے مطالعے سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا کہ مستشرقین کے اعتراضات اکثر تعصب، محدود معلومات، اور اسلامی تاریخ و ثقافت کی غیر مکمل فہم پر مبنی ہیں۔ ان اعتراضات کا مقصد اسلام کی اصل تعلیمات کو توڑ مروڑ کر پیش کرنا ہے، جس کا علمی جواب ضروری تھا۔

ضیاء النبی نے مستشرقین کے اعتراضات کا جامع علمی رد پیش کیا۔ ان کے جواب میں نہ صرف قرآن و سنت کی روشنی میں دلائل دیے گئے بلکہ تاریخی حقائق اور مستند اسلامی منابع کی مدد سے اعتراضات کو باطل قرار دیا گیا۔

اس مطالعے سے یہ بھی نتیجہ اخذ ہوا کہ سیرت النبی ﷺ کی تعلیمات ہر زمانے میں قابلِ عمل ہیں، اور مستشرقین کے اعتراضات جدید دور کے چیلنجز سے ہم آہنگ نہیں ہیں۔ ضیاء النبی نے سیرت کے عملی پہلوؤں کو نمایاں کر کے یہ ثابت کیا کہ نبی ﷺ کی سیرت ہر دور کے لیے ہدایت کا ذریعہ ہے۔

ضیاء النبی نے مستشرقین کی جانب سے پیش کیے گئے دلائل میں علمی اور منطقی کمزوریوں کی نشاندہی کی۔ یہ اعتراضات اکثر مفروضات یا محدود تاریخی معلومات پر مبنی تھے، جن کا معقولیت اور علمی معیار سے کوئی تعلق نہیں تھا۔

سفارشات

1. سیرت النبی ﷺ اور مستشرقین کے اعتراضات کے موضوع پر مزید تحقیقی کام کی ضرورت ہے تاکہ اسلامی تعلیمات اور سیرت طیبہ کو جدید دنیا کے سامنے صحیح انداز میں پیش کیا جا سکے۔
2. اس موضوع پر ضیاء النبی کی تحقیق کو تعلیمی نصاب کا حصہ بنایا جائے تاکہ طلبہ مستشرقین کے اعتراضات اور ان کے علمی رد کے بارے میں آگاہ ہو سکیں اور اپنے عقیدے اور اسلامی تاریخ کی حفاظت کے لیے تیار ہوں۔
3. مسلمان محققین کو چاہیے کہ اسلامی تاریخ اور سیرت النبی ﷺ پر مستشرقین کے اعتراضات کا علمی مطالعہ کریں اور ان کا رد پیش کرنے کے لیے جدید تحقیقاتی طریقوں کو اپنائیں۔
4. سیرت النبی ﷺ کے موضوع پر بین الاقوامی فورمز پر مکالمہ کا آغاز کیا جائے تاکہ مستشرقین کے اعتراضات کا علمی اور منطقی جواب دیا جا سکے اور نبی ﷺ کی سیرت کے حقیقی پیغام کو دنیا کے سامنے پیش کیا جا سکے۔

ضیاء النبی کا مطالعہ ایک اہم علمی کاوش ہے جو مستشرقین کے اعتراضات کا جامع اور مدلل جواب پیش کرتا ہے، اور اس موضوع پر مزید تحقیق اور مکالمے کی راہ ہموار کرتا ہے۔

حوالہ جات

[1]. اصلاحی، امین احسن۔ تدبر قرآن۔ لاہور: ادارہ تدبر قرآن وحدیث، 1980-1985۔

[2] عثمانی، شبیر احمد۔ تفسیر عثمانی۔ لاہور: ادارہ اشاعت اسلام، 1961۔

[3] - Iqbal, Muhammad. The Reconstruction of Religious Thought in Islam. Lahore: Shaikh Muhammad Ashraf, 1930.

[4] ۔ مودودی، سید ابو الاعلیٰ۔ سیرت سرور عالم۔ لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، 1978۔ اور مودودی، سید ابو الاعلیٰ۔ اسلامی تہذیب اور اس کے اصول ومبادی۔ لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، 1960۔

[5] ۔ ضیاء النبی، سیرت النبی ﷺ پر مستشرقین کے اعتراضات) بیروت: دار الکتب العلمیہ، 2015)، 25-30

[6]. پروفیسر حافظ احمد بخش، جمال کرم، ج، 125، لاہور، ضیاء القرآن پبلی کیشنز مارچ (2003)

[7]. مجلہ جمال کرم، تفسیر ضیاء القرآن، نمبر ص22، جمال کرم فائونڈیشن پاکستان۔

[8]. ایضا.

[9]. ایضا صفحہ 24.

[10] الطاف احمد عامر، پیر محمد کرم شاہ الازہری ایک عہد اکی شخصیت، صفحہ 17، لاہور، سیلز بک (2003)

[11] ایضا

[12] مجلہ جمال کرم، تفسیر ضیاء القرآن، نمبر، صفحہ 25,26، جمال کرم فائونڈیشن پاکستان۔

[13] گل محمد فیضی، ابر کرم، صفحہ 17، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور۔

[14] مجلہ جمال کرم، تفسیر ضیاء القرآن نمبر، صفحہ 41

[15] ۔ الامام ابو الحسن مسلم بن الحجاج القشیری صحیح مسلم، کِتَاب الْفَضَائِلِ، باب طِيبِ رَائِحَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِينِ مَسِّهِ وَالتَّبَرُّكِ بِمَسْحِهِ: ح6052، مطبوعہ رحمانیہ

[16] ڈاکٹر ثناء اللہ حسین، قرآن مجید اور مستشرقین، ناشر، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد، سن اشاعت، (2021)

[17] ۔ ضیاء البنی، سیرت النبی ﷺ پر مستشرقین کے اعتراضات) بیروت: دار الکتب العلمیہ، 2015)، 45-50۔

[18] مولوی فیروز الدین، فیروز اللغات اردو، پبلش، لاہور.

[19] ۔ ضیاء البنی، سیرت النبی ﷺ پر مستشرقین کے اعتراضات) بیروت: دار الکتب العلمیہ، 2015)، 100-105۔

[20] ڈاکٹر نثار احمد، مستشرقین اور مطالعہ، سیرت، نقوش ادارہ فروغ اردو، لاہور، ۱۹۸۵ء،

[21] ڈاکٹر ثناء اللہ حسین، قرآن مجید اور مستشرقین، صفحہ 9، سن اشاعت (2021) ناشر، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد۔

[22] A scholarly and critical Review of theobjections of orientalists Regarding Hadith Tayyaba.Al-Manhal Research journal(vol.4 issue 2,2024

[23] امام محمد ابوزہرہ، خاتم النبیین، جلد اول، صفحہ 264

[24] پیر محمد کرم شاہ الازہری، ضیاء النبی (ﷺ)، جلد دوم، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، گنج بخش روڈ، لاہور.

[25] امام محمد ابوزہرہ، خاتم النبیین، جلد اول، صفحہ 268

[26] ایضاً ص:270

[27] پیر محمد کرم شاہ الازہری، ضیاء النبی (ﷺ)، جلد ہفتم، تاریخ اشاعت، ذیعقدہ 1418ھ، ناشر، محمد حفیظ البرکات شاہ، ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ، لاہور

[28] ایضاً ص 468